فقہی حکم حضانت (پرورش) کا تربیتی تجزیہ و تحلیل

ڈاکٹر محمد لطیف مطہری[1]

خلاصہ

متون دینی میں جسمانی تربیت سے مربوط عناوین اور موضوعات میں ایک حضانت یعنی بچوں کی پرورش ہے۔ بچوں کی جسمانی تربیت میں اس عنوان کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اسے بنیادی طور پر والدین کا فریضہ قرار دیا ہے۔ اس مقالہ میں تربیتی نقطہ نظر سے فقہی حکم حضانت کا تربیتی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں توصیفی اور تحلیلی طریقے سے فقہی اور تربیتی منابع سے بچوں کی مفادات کے تحفظ کے لیے بچوں کی حضانت (پرورش) کا حکم بیان کرنا مقصود ہے۔ فقہی اعتبار سے حضانت احکامات الہی میں سے ایک حکم ہے اور اس کے مطابق بچوں کی حفاظت ان کے سرپرستوں پر واجب ہے۔ بچے کی پرورش اور حضانت کا حکم بچے کی مصلحت اور اس کی تربیت پر مبنی ہے، جس پر فقہ میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ حضانت ایک دلسوز اور قابل اعتماد شخص کی سرپرستی میں ہونا چاہیے تاکہ اسے کسی بھی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ صاحبان اولویت حضانت کے لئے جو شرائط موجود ہیں اسی طرح عوامل سقوط حضانت یہ سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ بچے کی جسمانی، ذہنی اور احساساتی پہلوؤں کے لحاظ سے صحیح پرورش ہی حضانت کا اصل ہدف اور دین اسلام کا مقصود ہے۔ اسی لیے جب صاحب حضانت میں شرائط اور صلاحیت ختم ہو جائے اسے کسی باصلاحیت اور صاحب شرائط کے سپرد کیا جاتا ہے۔ آج کل کے معاشرتی مسائل میں سے ایک تربیت اور حضانت سے محروم بچے ہیں اور فقہی اور تربیتی نقطہ نگاہ سے ان کی پیدائش کے ابتدائی دنوں سے ہی حضانت اور ان کی پرورش کرکے اس اہم مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔

کلیدی کلمات: فرزند، تربیت اسلامی، حکم فقہی، تحلیل تربیتی، حضانت، پرورش۔

مقدمہ

خاندان معاشرے کا اہم ادارہ ہے، اور بچہ اس چھوٹے سے ادارے کا مرکز ہے۔ خاندانی ادارے میں بچے کی حفاظت اور اس کی دیکھ بھال خاندان کا سب سے اہم فریضہ ہے، جسے والدین کو ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ فریضہ دین اسلام، شریعت نیز قانون کے نقطہ نظر میں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ذمہ داری سب سے پہلے والدین اور اس کے بعد قریبی رشتہ داروں پر لازم ہیں۔ آج کل مسلم معاشروں میں موجودہ حالات کے نتیجے میں، بعض خاندانوں میں بچوں کی حضانت اور پرورش کے حوالہ سے مسائل کا سامنا ہے اور وہ اسے اچھی

---

[1] اسلامک ریسرچ اسکالر، شعبہ فقہ تربیتی، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی ایران

Latifmutahari۸۳@yahoo.com

تاریخ وصول: ۲۰۲۳-۴-۶ تاریخ تائید: ۲۰۲۴-۱-۵

طرح سے انجام نہیں دے رہا ہے۔ کچھ افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو تنہا چھوڑ دیے ہیں، ان کی پرواہ کیے بغیر انہیں گلیوں اور سڑکوں میں آوارہ اور بے گھر کر دیے ہیں۔ بد سرپرستی اور بی سرپرستی سے گلی کوچوں میں رہنے والے بچے معاشرے کے بہت سے ثقافتی اور سماجی مسائل کا سبب بن رہے ہیں اس لئے اس موضوع پر فقہی اور تربیتی نقطہ نگاہ سے توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کا مقصد اور ہدف بد سرپرست اور بی سرپرست بچوں کے مسائل کو بیان کرنا ہے جو اپنے خاندانوں سے دور شہر اور سڑکوں پر لاوارث پھر رہے ہوتے ہیں۔ اس مقالہ میں بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا بچوں کی حضانت کے فقہی حکم کا تربیتی تجزیہ و تحلیل کیا جا سکتا ہے؟ حضانت حکم ہے یا حق؟ صاحبان اولیت حضانت کون ہیں؟ حق حضانت کے موانع کیا ہیں؟

اس مقالہ کا بنیادی مقصد مذکورہ سوالات کے جوابات دیتے ہوئے بچوں کے فقہی احکام کی فقہی اور تربیتی نقطہ نظر سے وضاحت بیان کرنا ہے۔ فقہی اور تربیتی نقطہ نگاہ سے اس کا مخاطب والدین اور تربیتی ماہرین ہیں تاکہ وہ بچوں کی صلاحیتوں کو شکوفا کرنے کے لئے زمینہ فراہم کرے۔ خاندان کے لیے مذہبی اور شہری قوانین میں بہت زیادہ احترام ہونے کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ یہ بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی پرورش کرتا ہے اور یہاں تک کہ مختلف ابعاد میں رشد و کمال تک پہنچنے کے بعد اسے معاشرے کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اس مقالہ میں توصیفی اور تحلیلی طریقہ کار استعمال کیا گیا ہے جو کہ مذہبی اور اسلامی متون سے متعلق موضوعات کے لئے سب سے موزوں طریقہ ہے۔ بچے کی حضانت کے موضوع پر سالوں سال سے بحث ہو رہی ہے اور اس کا تذکرہ اکثر روایتی اور فقہی مآخذ میں ہوئی ہے، لیکن فقہی حکم حضانت پر تربیتی نقطہ نظر سے تجزیہ و تحلیل پر مشتمل کتاب اب تک ہماری نظروں سے نہیں گزرا ہے۔ اسی لئے اس مقالہ میں ہم فقہی اور تربیتی نقطہ نگاہ سے حضانت کے موضوع کا تجزیہ و تحلیل پیش کریں گے۔

مفاہیم

ا۔ (طفل) بچہ

عربی زبان میں لفظ صغیر اور طفل بچے کے پیدائش سے لے کر بلوغت کے وقت تک صدق آتا ہے۔ انسانی زندگی کو بچپن کے مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (انصاری: ۱۳۹۲، ج۱، ص ۵۸) بچپن کے دور کی سب سے اہم فقہی تقسیم ممیّز اور غیر ممیّز ہے (لنگرودی، ۱۳۸۱: ج ۳، ص ۲۳۵۲) بچوں سے مربوط بہت سے فقہی احکام اسی دو عنوان سے متعلق ہے۔ فقہی اصطلاح میں ممیّز سے مراد وہ بچہ ہے جو نفع اور نقصان میں فرق کر سکتا ہے اور فقہی اعتبار سے اسے اپنی جائیداد میں تصرف کرنے کی اجازت ہے۔ فرزند کا لفظ عام ہے، اس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں، اور بچپن کے مباحث اکثر دونوں کے درمیان مشترک ہیں۔ نابالغ وہ ہوتا ہے جو پختگی کو نہ پہنچا ہو۔ امام خمینی رہ کتاب تحریر الوسیلہ میں صغیر سے یہی معنی مراد لیا ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں: «اَلصَّـغِيرُ وَهُوَ اَلَّذِى لَم يَبلُغ حَدَّ البُلُوغَ مَحجُورٌ عَلَيهِ شَرعاً لا تَنفُذ تَصَرُّفَاتِهِ فِى أموَالِهِ» (خمینی: ۱۴۰۸ق، ج ۲، ص ۱۲) صغیر سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی بلوغ کے مرحلہ تک نہ پہنچا ہو۔ یہ فرد اپنے اموال میں بھی تصرف نہیں کر سکتا ہے یہاں تک کہ وہ ممیّز ہو جائے۔ فقہاء کے نزدیک ایسے فرد کو بچہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ فقہی حکم

اسلامی شریعت میں، ہر وہ الٰہی قانون جو ایک مکلّف شخص کی ذمہ داری کو بیان کرے "فقہی حکم" کہلاتا ہے۔ (مطہری، بی تا، ص ۵۴) ان احکام کا مقصد یہ ہے کہ انسان کسی خاص عمل کو انجام دے یا ترک کرے، یا اس عمل کو انجام دینے یا ترک کرنے میں صاحب اختیار ہے۔ فقہی احکام سے مراد احکام پنجگانہ ہیں جو یہ ہیں: واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح۔ انسان کے اختیاری اعمال ان پانچ فقہی احکام سے خالی نہیں ہو سکتا ہے۔

۳۔ تحلیل تربیتی

فقہی احکام کا تربیتی تجزیہ و تحلیل ایک عقلی کاوش ہے جو قرآن و سنت، استدلال اور تجربے سے حاصل کردہ حقائق پر مبنی ہے تاکہ احکام کے اسباب، اسرار اور حکمتوں کی چھان بین کے ساتھ ساتھ تربیتی پہلو سے احکام فقہی پر عملی پابندی کے اثرات و نتائج کو پیش کر سکے۔ (بناری، درآمدی بر تحلیل تربیتی احکام فقہی، ش ۷، ۱۳۹۶)

۴۔ حضانت

حاضن اور حاضنہ سے مراد وہ مرد اور عورت ہے جو بچے کی حفاظت، پرورش اور تعلیم کے لیے اقدامات اٹھاتے ہیں۔ (الحاضِنُ والحاضِـنةُ:المُوَكَّلانِ بالصـبيِّ يَحْفَظانِهِ و يُرَبِّيانه) (ابن منظور، ۱۴۱۴، ج ۱۳، ص ۱۲۳) فراہیدی کتاب العین میں لکھتے ہیں: حضن زیر بغل سے لے کر ران تک ہے اور اسی سے ہی احتضانک الشی مطلب یہ ہے کہ تم کسی چیز کو گود میں اٹھاتے ہو اور جیسے ماں اپنے بچے کو آغوش میں لیتی ہے۔ حاضن اور حاضنہ اس مرد اور عورت کو کہا جاتا ہے جو بچے کی تربیت کرتا ہے۔ (الحِضْـن: ما دون الإبط إلى الكشح،و منه احتضانك الشيء وهو احتمالكه وحملكه فيحِضْنك..... والحَضَانة:مصدر الحاضِنة والحاضِن وهمااللذان يربيانالصبي) (فراہیدی، ۱۴۱۰ق، ج ۳، ص ۱۰۵) حضانت سے مراد بچے کی تربیت کا ولایت رکھنا ہے۔ اسی طرح وہ تمام چیزیں جو بچے کی تربیت سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً بچے کی دیکھ بھال کرنا، اس کی پرورش کرنا، اسے اپنے نیند کی جگے پر سلانا، بچے کو اٹھانا، اس کے کپڑے اور جسم کو دھونا، اس کے بالوں میں کنگھی کرنا اور بچے کی تمام چیزیں اور دیکھ بھال اس میں شامل ہے۔ (طریحی، ۱۳۷۵ش، ج ۶، ص ۲۳۷)

شہید ثانی رہ حضانت کے بارے میں لکھتے ہیں: (هي- بفتح الحاء- ولاية على الطفل و المجنون لفائدة تربيته و ما يتعلّق بها من مصلحته، من حفظه و جعله في سريره و رفعه و كحله و دهنه و تنظيفه و غسل خرقه و ثيابه و نحو ذلك. و هي بالأنثى أليق منها بالرجل، لمزيد شـفقتها و..) (عاملی، ۱۴۱۳ق، ج ۸، ص ۴۲۱.) حضانت سے مراد بچے اور دیوانے پر اس کی پرورش اور تربیت کے لیے ولایت رکھنا ہے جیسے اس کی دیکھ بھال کرنا، اسے بستر میں لٹانا، اسے اٹھانا، کپڑے پہنانا، بچے پر تیل لگانا،

اس کی صفائی کرنا، اس کے پرانے کپڑے دھونا وغیرہ۔ عورتیں مردوں کی نسبت حضانت کے لئے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ وہ زیادہ مہربان ہیں اور اصل میں عورتیں اسی کام (حضانت) کے لیے ہی خلق ہوئی ہیں۔

محقق کرکی رہ فرماتے ہیں: (هي حفظ الولد، وتربيته، ودهنه، وكحله، وغسل خرقه وتنظيفه، وجعله في سريره وربطه إلى آخر سائر ما يحتاج إليه) حضانت کا مطلب ہے بچے کی دیکھ بھال کرنا، اس کی پرورش کرنا، بچے کو تیل اور عطر سے مالش کرنا، اس کے کپڑے دھونا، اس کی صفائی کرنا، بچے کو بستر پر بٹھانا اور اس کی ضروریات کو سمجھنا اور ہر اس چیز کا خیال رکھنا جس کی بچے کو ضرورت ہے۔ (محقق کرکی، ۱۴۱۴ق، ج ۷، ص ۱۲۹)

بنابراین علماء کی تعریف کے مطابق، یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بچے کے کام کرنے اور ان کے لیے خدمات فراہم کرنے میں مہارت حاصل کرنے کا نام حضانت ہے۔ یہ خدمات بچے کی جسمانی تربیت، سرپرستی اور اس کی حفاظت وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ جیسے دودھ پلانا، کھانا کھلانا، مناسب جگہ فراہم کرنا، محفوظ جگہ پر سلانا، صفائی کرنا، نہانا، کنگھی کرنا، بیماری کی صورت میں علاج کرنا وغیرہ۔

حضانت حکم اور حق کا مجموعہ

بچے کی پرورش اور حضانت کے بارے میں مختلف نظریات موجود ہیں۔ حضانت حکم ہے یا حق؟ اس سوال کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس بارے میں تین نظریات موجود ہیں: ایک نظریہ یہ ہے کہ حضانت حکم ہے۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ حضانت حق ہے۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ حضانت حق اور حکم دونوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک نظریات کے کچھ آثار اور نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ (حبیبی: ۱۳۸۰، ص ۳۴۱)

بعض فقہاء کے مطابق، حضانت ایک واجب حکم ہے اور والدین پر لازم ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کریں اور اپنے ساتھ رکھ کر ان کی پرورش کریں۔ فقہاء کا یہ گروہ حضانت کے واجب ہونے پر ادلہ اربعہ یعنی کتاب، سنت، دلیل اور اجماع سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ (موسوعۃ الاطفال: ج ۱، ص ۳۰۷)

بہر حال اگر حضانت حکم الہی ہو تو سب سے پہلے باپ، ماں اور دادا پر واجب ہیں اور دوسرے مرحلہ میں حاکم شرع اور عدول مومنین پر واجب ہیں کہ وہ بچے کی پرورش کی ذمہ داری قبول کریں۔ حضانت کے حکم ہونے کی صورت میں ماں پر بھی بچے کی پرورش واجب ہے اور وہ اس کے مقابلہ میں نہ اجرت لے سکتی ہے اور نہ ہی اس حکم کو ساقط کرسکتی ہے۔ (نجفی: بی تا، ج ۳۱، ص ۲۸۳)

اگر حضانت حق ہو تو صاحب حق اسے ساقط کرسکتا ہے۔ امام خمینی رہ تحریر الوسیلہ میں فرماتے ہیں: دودھ پلانے کی مدت میں ماں بچے کی حضانت، تعلیم اور پرورش کی زیادہ مستحق ہے اور باپ کو یہ حق نہیں ہے کہ اس مدت میں بچے کو ماں سے دور لے جائے۔ کیونکہ ماں بچے کی پرورش اور اس کی جسمانی اور معنوی پرورش کے لیے باپ سے بہتر اور موزوں ہوتی ہے۔ (امام خمینی: ۱۴۰۸ق، ج ۲، ص ۳۱۲)

اگر حضانت حق ہو تو اس صورت میں ماں اپنے حق کو ساقط کرکے اسے باپ کو دے سکتی ہے اسی طرح بچے کی پرورش کے مقابلہ میں

باپ سے اجرت بھی لے سکتی ہے۔ کیونکہ حضانت شارع کی طرف سے کوئی حکم نہیں ہے اور وہ اس پر عمل کرنے اور ترک کرنے میں صاحب اختیار ہے۔ (عمید الدین: ۱۴۱۶ق، ج ۲، ص ۵۲۹) شہید اول کتاب لمعہ میں قاطعیت کے ساتھ اس بات کے قائل ہیں کہ حضانت حق ہے وہ فرماتے ہیں: «ولا شبهة فی کون الحضانة حقاً» (اللمعہ: ج ۵، ص ۴۶۴) پس ایک نظریہ یہ ہے کہ حضانت حق ہے۔

فقہاکے پرانے اور نئے آثار سے جو چیز معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضانت حکم اور حق کا مجموعہ ہے جیساکہ بعض فقہی منابع میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ شہید اول نے حضانت کو حق قرار دینے کے باوجود باپ کی طرف سے اگر بچے کی پرورش سے انکار کی صورت میں باپ پر زبردستی قبول کرانے کو جائز قرار دیا ہے۔ باپ کو بچے کی پرورش پر مجبور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضانت حکم الٰہی ہے وگرنہ حق حاصل کرنے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے اور صاحب حق اپنے حق کو ساقط اور تفویض بھی کرسکتا ہے۔ لہٰذا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضانت ایک دو جہتی مسئلہ ہے؛ ایک جہت سے حق اور دوسری جہت سے حکم ہے۔ حق کا پہلو یہ ہے کہ کوئی بھی شخص بچے کی دیکھ بھال اور اس کی پرورش کے لئے اس کے والدین کے لئے نہ مشکلات کھڑا کرسکتا ہے اور نہ ہی بچے کو والدین سے لے سکتا ہے۔ حکم کا پہلو یہ ہے والدین بچے کی حفاظت اور پرورش سے انکار نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ یہ ان پر واجب ہیں ہے۔ (وزیری: ایضا، ص ۱۷۵) تیسرا نظریہ کہ حضانت حکم اور حق کا مجموعہ ہے جامع اور حقیقت کے قریب تر ہیں۔ (موسوعة احکام الاطفال: ج ۱، ص ۲۱۶) کیونکہ ایک طرف بچے کی مصالح کو مد نظر رکھنا ہے اور بچے کے والدین پر واجب ہیں کہ وہ اپنے بچے کی حفاظت اور پرورش کریں تو دوسری طرف اس معاملے میں والدین کے مفادات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ والدین یا دوسرے سرپرستوں کو بچے کی پرورش اور حفاظت سے مالی نقصانات کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہ ہو لیکن والدین کے لئے روحی اور عاطفی ایسے نتائج حاصل ہوتے ہیں جن کا کسی چیز سے بھی موازنہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

پس حکم اور حق میں فرق یہ ہے کہ حکم شارع مقدس کی طرف سے مکلّف انسان پر واجب ہوتا ہے، اور کوئی بھی اس کو تبدیل یا ساقط نہیں کرسکتا ہے، سوائے اس کے کہ موضوع ہی بدل جائے، کیونکہ موضوع کے تبدیل ہونے سے حکم بھی تبدیل ہوجاتا ہے لیکن حق قابل اسقاط ہے اور صاحب حق اپنا حق ساقط کرسکتا ہے یا اسے دوسرے فریق کو تفویض کرسکتا ہے۔ (موسوعة الاطفال: ج ۱، ص ۳۱۵)

حضانت کا تربیتی تجزیہ و تحلیل

پہلی بات یہ ہے کہ بچے کی حضانت اور اس کی دیکھ بھال کا حکم اسلامی فقہ میں تاکید کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ سب سے پہلے والدین پھر مسلم حکمران، عادل مومنین اور اس کے بعد تمام مسلمانوں پر واجب کفائی ہے کہ وہ بچوں کی حضانت اور پرورش کی ذمہ داری قبول کریں (نجفی، ج ۳۱، ص ۲۹۶) اس کا بنیادی مقصد بچے کا تحفظ، اس کی پرورش اور اس کی تربیت ہے جو بچے کے مفادات کو یقینی بنانے کی خاطر ہے۔ کیونکہ بچے کا اپنے والدین کی سرپرستی میں ہونے کی وجہ سے ایک طرف اس کا وجود خطرات اور حادثات سے محفوظ رہتا

ہے تو دوسری طرف اسے اپنے والدین کے ساتھ اچھی طرح پروان چڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ ورنہ بچہ ضایع ہو جاتا ہے یا اسے سخت قسم کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صاحب جواہر رہ کے ارشاد کے مطابق حضانت کو ترک کرنا گویا بچے کو ضایع کرنا ہے۔ (ایضا، ص ۲۸۴)

حضانت یعنی پرورش بچے کا حق ہے کیونکہ ان کے مفادات کا تحفظ ضروری ہے۔ اسی لیے والدین کے لئے بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس حوالہ سے کوتاہی کریں۔ شہید ثانی رہ نے کتاب لمعہ میں حضانت کا مقصد بچے کی تربیت اور ان کے مفادات کا تحفظ قرار دیا ہے۔ جیسے کھانا کھلانا، صفائی کرنا، بستر پر رکھنا اور اس طرح کی چیزیں جن کے بغیر بچے کی صحت اور زندگی کو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ (عاملی، ج۵، ص ۴۵۸) اسی لئے شہید مرد کی نسبت عورت کو حضانت کے لئے سزاوار قرار دیتا ہے کیونکہ مرد کی نسبت عورت بچے کے معاملات سے بہتر طور پر واقف ہوتی ہے اور اس کی ضرورتوں کو بہتر طریقے سے فراہم کر سکتی ہے۔ اسی لئے صاحب جواہر ماں کو باپ کی نسبت بچے کی حضانت کے لئے بہتر قرار دیتا ہے۔ (نجفی، ایضا، ص ۲۸۴)

دوسری بات یہ ہے کہ حضانت میں تربیت کے اصل ہونے کی دلیل صاحبان حضانت کے شرائط ہیں۔ صاحبان حضانت کے شرائط یہ ہیں: آزاد ہو، مسلمان ہو، عاقل ہو (لنکرانی: ۱۴۲۸ق، ج۱، ص ۵۵۸) بعض فقہی منابع میں عدالت، امانتداری اور مہلک بیماریوں کا نہ ہونا بھی شرائط میں شامل ہے۔ (نجفی: ایضا، ص ۲۸۸) کیونکہ ان میں سے کسی ایک شرط کی عدم موجودگی سے بچے کی پرورش اور تربیت صحیح طریقے سے نہیں ہو سکتی ہے۔ غلام جو مولی کی ملکیت ہے اور کسی چیز میں تصرف کا حق نہیں رکھتا، کافر جو قرآن کریم کے مطابق کسی مسلمان بچے کی ولات اور سرپرستی کو قبول نہیں کر سکتا، مجنون کو اپنے حفاظت کے لئے کسی اور شخص کی ضرورت ہے وہ کیا بچے کی سرپرستی قبول کرے گا اسی طرح مہلک بیماری رکھنے والا شخص بھی بچے کی پرورش کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ فاسق اور خائن بھی بچے کی پرورش اور تربیت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ (نجفی: ایضا، ص ۲۸۷) اسی لئے صاحبان حضانت میں ان شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ بچے کی حضانت میں اس کی تربیت کے اصل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ماں کے لئے شرط ہے کہ اگر وہ بچے کی حضانت کی ذمہ داری قبول کر رہی ہے تو دوبارہ شادی نہ کرے۔ (ایضا، ص ۲۸۹) کیونکہ جب ماں کی شادی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نئے شوہر کی سرپرستی میں زندگی کرتا ہے تو وہ عموماً بچے کی صحیح پرورش نہیں کر سکتی ہے۔ للذا جب ماں بچے کے باپ سے علیحدگی اختیار کرے اور دوسرا شوہر انتخاب کرے تو حضانت کا حق ختم ہو جاتا ہے اور بچہ باپ کی سرپرستی اور حضانت میں چلا جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ اس شرائط میں بچے کی پرورش میں کمی واقع ہو سکتی ہے جس سے اسے جسمانی اور ذہنی طور پر نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ ماں کی نئی شادی کے بعد اسے شوہر اور اس کے گھر کے کام کاج سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ اپنے پہلے بچے کی پرورش کرے اگرچہ اس کا شوہر اسے بچے کی دیکھ بھال کی اجازت بھی دے تو بھی وہ بچے کی اس طرح پرورش نہیں کر سکتی ہے۔ (عاملی، ج۵، ص ۴۶۳) اسی لئے جب ماں اپنے نئے شوہر سے جدا ہو جائے تو دوبارہ حضانت کا حق اسے مل جاتا ہے کیونکہ ابھی بچے کی پرورش اور تربیت

کرنے میں کوئی مانع موجود نہیں ہے۔
اگر حضانت حکم الٰہی ہو تو یہ حکم بچے کے فائدے کے لیے ہے اور والدین اس پر عمل کرنے کے پابند ہیں تاکہ بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ یہ حکم معین ہے اور اسے کوئی ساقط بھی نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اس کا اختیار شارع مقدس کے پاس ہے انسانوں کے پاس نہیں۔ پس والد اور والدہ بچوں کی دیکھ بھال کرنے کے پابند ہیں اور انہیں اس کی خلاف ورزی کا کوئی حق نہیں ہے۔ (موسوعہ الاحکام الاطفال: ج۱، ص ۳۱۲) حضانت کا واجب کفائی ہونا بھی بچے کی مصلحت کو ملحوظ رکھنے اور اس کی صحیح تربیت پر دلیل ہے۔ کیونکہ اس حکم کا اصل مقصد بچے کی صحیح پرورش ہے اور اگر والدین نہ ہوں تو رشتہ داروں پر بچے کی پرورش لازم ہیں اور اگر رشتہ دار بھی نہ ہو تو حاکم شرع پر لازم ہے کہ وہ کسی امین اور قابل اعتماد شخص کو بچے کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کریں تاکہ بچے کی تربیت میں کوئی کمی نہ ہو اور اسے نقصان نہ پہنچ جائے۔
والدین کے لئے حضانت سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ مادی نہیں بلکہ روحی اور عاطفی ہے۔ایک حدیث میں پیغمبر اسلام (ص) نے بچے کو "پھول" سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا: «اَلوَلَدُ الصَّالِحُ رَيحَانَةٌ مِن رَياحِينِ الجَنَّةِ» (حر عاملی: ۱۴۱۴ق، ج۲۱، ص ۳۵۸) صالح بچہ جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول کی مانند ہے۔اس تمثیل کے مطابق پھولوں اور بچوں میں بہت سی مماثلتیں ہیں، جیسے ان کی تازگی، خوبصورتی، خوشبو وغیرہ۔ یہ خصوصیات انسان کو پھولوں کی طرف راغب کراتی ہیں اور ذہنی اور روحانی لحاظ سے سکون پاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشبیہ کے مطابق ایک بچے میں بھی یہی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ماں باپ بچے کو دیکھ کر اور اسی کی خوشبو لے کر سکون محسوس کرتے ہیں۔
اس لیے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال میں سب سے اہم نفع ان کے جذبات واحساسات کی تسکین ہے، جو اسی حضانت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ خاص طور پر والدین جن کے جذبات بہت زیادہ ہوتے ہیں وہ اپنے بچے کی حفاظت اور پرورش کرتے ہوئے اور اسے اپنی آغوش میں اٹھاتے ہوئے ایک قسم کا ذہنی اور عاطفی سکون حاصل کرتے ہیں جو کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ آج کے دور میں انسان ذہنی سکون کھو چکا ہے، اور اس کا تجربہ ہر کسی کو اپنے بچے کو گلے لگانے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

حضانت کے لئے لازم شرائط

فقہی نصوص میں بچے کی حضانت اور تربیت کے ذمہ دار شخص کے لئے کچھ شرایط بیان ہوئی ہے جن میں بعض اہم شرایط یہ ہیں:

۱۔ اسلام

فقہاء کے نزدیک مسلمان بچے کی حضانت اور پرورش مسلمان والدین کی ذمہ داری ہے۔ (عاملی ۱۴۱۳: ج۱، ص ۴۶۸، عاملی، شہید ثانی، ۱۴۱۳، ج ۸، ص ۴۲۲، مومن سبزواری: ۱۹۴، فاضل ہندی ۱۴۰۵: ج ۲، ص ۱)

۲۔ عقل

بچے کی حضانت میں سب سے بنیادی شرط حاضن کا عاقل ہونا ہے۔ (مومن سبزواری، ۱۹۴) اگر والدین میں سے ہر ایک کی دماغی

توازن صحیح نہ ہو تو وہ بچے کی حضانت قبول نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اس صورت حال میں نہ صرف وہ اپنے بچے کی حفاظت اور پرورش کے قابل نہیں، بلکہ اسے خود کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس کی حفاظت کرے۔

۳۔ازدواجی حقوق کا نہ ہونا

ماں کے لیے اپنے بچے کی دیکھ بھال اورحضانت کے لیے شرط ہے کہ وہ اس مدت میں کسی اورکے ساتھ شادی نہ کرے۔(عاملی، ۱۴۱۳، ج۸، ص ۲۲۴، روحانی، ج ۲۲، ص ۳۰۵)

۴۔امانت داری

حضانت کے شرایط میں سے ایک طرفین کا سچا اور امین ہونا ہے۔امین ہونے سے مراد یہ ہے کہ فسق اور خیانت کے آثار ظاہر نہ ہوں اور وہ بچے کی زندگی سے متعلق معاملات میں کوتاہی نہ کرے۔(فیض کاشانی: ۱۲۹۶ابن حمزہ: ۲۸۸ فاضل ہندی ۱۴۰۵: ج ۲، ص ۱۰۷ ؛عاملی ۱۴۱۳: ج۱، ص ۴۶۹)

۵۔مہلک اور متعدی بیماریوں کا نہ ہونا

بعض فقہاء کے نزدیک متعدی اور مہلک بیماریوں کی موجودگی میں بچے کی حضانت اورپرورش کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔فقہاء نے اس مسئلہ پر دو دلیل پیش کی ہیں:۱۔ بچے کے لئے نقصان پہنچنا ۲۔ حدیث نبوی: (لا یورد مرض علی مصحّ)بیمار انسان صحت مند افراد کے پاس نہیں جاتا ہے(عاملی، شہید اول: ج ۱، ص ۳۹۷، احسایی ۱۴۰۴، ج۱، ص ۴۴۷)

حضانت کے حقدار افراد

یہ بات معلوم ہونے کے بعد کہ حضانت حق اور حکم کا مجموعہ ہے ان سوالات کا جواب دینا ہے کہ حضانت کے حقدار افراد اولویت کے اعتبار سے کون ہیں؟کن افراد کے پاس اس حق کو نافذ کرنے کا اختیار ہے؟ان سوالات کے جوابات ہمیں فقہی منابع کے مطالعہ سے حاصل ہوں گے۔

۱۔ والدین

دینی اور فقہی نصوص کی بنیاد پر، بچوں کی حضانت کی ذمہ داری سب سے پہلے والدین پر لازم ہیں۔جب تک والدین اس اہم ذمہ داری کو نبھا سکتے ہیں کوئی ان سے یہ ذمہ داری نہیں لے سکتا ہے۔البتہ اگر والدین اکٹھے زندگی بسر کر رہے ہو تو اس حکم کو بجالانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔وہ دونوں بچے کی پرورش سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں اور دونوں بچے کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔لیکن اگر والدین کے درمیان اختلاف ہو اور وہ دونوں الگ زندگی کر رہے ہو تو اس وقت یہ مسئلہ پیش آتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون بچے کی حضانت کے لئے دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے۔

قرآن کریم نے اس مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس ذمہ داری کو معین کیا ہے: «وَالْوالِداتُ يُرْضِعْنَ أَوْلادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كامِلَيْنِ»(بقرہ: ۲۳۳) مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلاتی ہیں۔اس آیہ کریمہ میں رضاع کی مدت واضح طور پر بیان

کی گئی ہے، جو کہ دو سال ہے، جبکہ حضانت کی مدت کو ضمناً بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ بچے کو دودھ پلانے کے لیے ماں کے ساتھ بچے کی موجودگی ضروری ہے، ورنہ بچے کے لیے مسائل پیدا ہوں گے اور اسے جسمانی اور ذہنی خطرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا شیر خوارگی کی مدت میں ماں کو اولاد کی حضانت اور سرپرستی کی ترجیح حاصل ہے اور باپ اسے اس ترجیح سے محروم نہیں کر سکتا ہے۔

مرحوم صاحب جواہر رہ فرماتے ہیں: اگر بچہ چھوٹا ہو، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، رضاع کی مدت میں، یعنی دو سال کی عمر تک، ماں کو اولویت حاصل ہے کہ وہ بچے کی پرورش کرے۔ لیکن دودھ پلانے کے بعد اگر بچہ لڑکی ہو تو ماں کو سات سال کی عمر تک پرورش کا حق حاصل ہے۔ (نجفی، ایضا، ص ۲۸۴) امام خمینی رہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: دودھ پینے کی مدت ختم ہونے کے بعد باپ کو بیٹے کی حضانت کا حق حاصل ہے اور ماں کو بیٹی کی سات سال کی عمر تک پرورش کا حق ہے۔ والدین میں سے کسی ایک کی موت کی صورت میں، دوسرے فرد کو حضانت کا حق حاصل ہے اور بچے کو ساتھ رکھنے میں اسے ترجیح حاصل ہے۔ (خمینی: ۱۳۶۶، ج ۲، ص ۲۷۹)

۲۔ دادا

والدین کے مفقود ہونے کی صورت میں دادا کو بچے کی حضانت کا حق حاصل ہے۔ اس تناظر میں امام خمینی رہ فرماتے ہیں: «وَإن فَقَدَ الاَبَوانِ فَهِیَ لِلاَبِ الاَبِ» (ایضا، ص ۲۸۰) اگر والدین فوت ہو جائیں تو دادا بچے کی حضانت کا حقدار ہے۔ اس مسئلہ میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا باپ اور دادا دونوں کو کفالت کا حق حاصل ہے لیکن باپ کی ولایت فعلی ہے جبکہ دادا کے لئے یہ اختیار باپ کے فوت ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ والد کی عدم موجودگی ممکن ہے اس کی وفات کی صورت میں یا طویل مدتی سفر جس میں باپ سے رابطہ اور اس تک رسائی ممکن نہ ہو۔ اس صورت میں، بچے کے امور کی سرپرستی، جیسے حضانت یا بیٹی ہو تو نکاح کی اجازت کے لئے دادا سے رجوع کیا جائے گا کیونکہ وہ حق رکھتا ہے۔ کیونکہ دادا حقیقت میں بچے کا باپ ہوتا ہے اور پوتا اسی سے منسوب ہوتا ہے اس لئے دادا بچے کے معاملات کی دیکھ بھال اور انتظام میں دوسرے رشتہ داروں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ (ایضا)

۳۔ بچے کے رشتہ دار

اگر والدین اور دادا میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اور ان کی طرف سے کسی کو وصی اور کفیل معین نہ کیا گیا ہو تو بچے کی سرپرستی کی ذمہ داری اس کے دوسرے رشتہ داروں پر عائد ہوگی کیونکہ بچہ سرپرست کے بغیر اپنی زندگی جاری نہیں رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا وراثت کے اعتبار سے بچے کی رشتہ داروں پر بچے کی حفاظت اور سرپرستی کرنا لازم ہیں۔ البتہ وراثت کی ترتیب میں رشتہ داروں کے مساوی ہونے اور ان کے درمیان جھگڑے کی صورت میں قرعہ اندازی کی جائی گی۔ (خمینی: ۱۳۶۶، ج ۲، ۲۷۹)

۴۔ حاکم شرع اور عادل مومنین

جب بچے کا کوئی بھی قریبی رشتہ دار موجود نہ ہو تو اس کی حفاظت حاکم شرع کی ذمہ داری ہے۔ اگر بچہ کسی مال کا مالک ہو تو حاکم شرع اس کے مال سے کسی ایسے شخص کو اس کی سرپرستی اور پرورش کے لئے معین کرے گا اور اسے اس چیز کا اجرت دے گا۔ (نجفی، ج ۳۱، ص ۲۹۷) اگر حاکم شرع بھی موجود نہ ہو تو بچے کی سرپرستی اور پرورش کی ذمہ داری واجب کفائی کی بنا پر علاقے کے مومنین پر ہو گی

۔ مومنین پر لازم ہیں کہ وہ بچے کی حضانت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری کو قبول کریں۔

تربیتی تجزیہ و تحلیل

یہاں ہم کچھ ایسے نکات بیان کریں گے جو تربیتی حوالے سے نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

ا۔ بچے کی حضانت کا فطری ہونا

فقہی احکام خواہ حلال ہو یا حرام بغیر حکمت کے نہیں ہیں۔ خداوند متعال نے حقیقی مصلحت اور مفسدہ کے بغیر کوئی حکم جعل نہیں کیا ہے۔ ہر واجب حکم میں ایک مصلحت اور ہر حرام حکم میں ایک مفسدہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بعض فقہی احکام کی کچھ حکمتیں ذکر ہوئی ہے، جیسے نماز کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: «إِنَّ الصَّـلاةَ تَنْهى عَنِ الْفَحْشـاءِ وَ الْمُنْكَرِ» (عنکبوت: ۴۵) نماز انسان کو گناہوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ اسی طرح شراب کی حرمت کے حکم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: «وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَ عَنِ الصَّلاةِ» (مائدہ: ۹۰) شراب تمہیں خدا کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔ (مائدہ: ۹۰)۔ احکام کی حکمت کا اہم حصہ محمد ابن بابویہ قمی مرحوم کی کتاب علل الشرائع میں متعلقہ روایات کے ساتھ مذکور ہے۔ (ابن بابویہ قمی، ۱۴۰۸، ج ا-۲)

بچوں کی حضانت کے بارے میں سب سے پہلے اس کا فطری ہونا ہے، یعنی صاحبان حضانت خاص طور پر والدین، اپنے بچوں کی انسانی فطرت کے تقاضوں کی بنیاد پر دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں۔ ایک بچہ جو والدین کی خون سے پیدا ہوتا ہے اور مہینوں ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اور ماں باپ دونوں اس کے آنے کے لمحات گن رہے ہوتے ہیں، اب جب وہ پیدا ہوا ہے تو وہ اس کی فطری خواہشات کے مطابق اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ لہٰذا فطرت اور تربیتی نقطہ نظر سے بچے کی پرورش کا حق سب سے پہلے اس کے والدین کے پاس ہیں اور کوئی بھی انہیں اس حق سے محروم نہیں کر سکتا ہے۔ (نجفی، ایضا) کتاب موسوعۃ احکام اطفال میں ذکر ہوا ہے کہ حضانت ایک فطری اور طبیعی امر ہے یعنی باپ اور ماں اپنے بچوں کو نقصان اور خطرے سے بچانا چاہتے ہیں۔ وہ بچے کے معاملات مثلاً صفائی ستھرائی اور تربیت وغیرہ کا بھی خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ تمام جاندار اپنے بچوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ (موسوعہ، ج ا، ص ۳۱۰) لہٰذا، بچے کی حضانت اور اس کی جسمانی اور ذہنی طور پر تربیت کرنا ایک فطری بات ہے جو والدین دلچسپی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

۲۔ بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما

بچے کو بچپن سے لے کر جوانی کی منزل تک پہنچنے تک کافی وقت گزارنا پڑتا ہے۔ اس طویل عرصے کے دوران اسے تحفظ اور دیکھ بھال کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر اس قدر رشد کرے اور اس مقام پر پہنچ جائے جہاں وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ اس عرصے میں وہ واحد شخص جو اس کی اچھی دیکھ بھال کر سکتا ہے اور اس کے تربیتی معاملات پر پوری توجہ دے سکتا ہے وہ پہلے درجہ پر اس کی ماں اور دوسرے درجہ پر اس کے باپ ہیں۔ اسی لئے فقہ اسلامی میں پہلے ماں اور پھر باپ کو حضانت کا حق دیا ہے تاکہ بچے کی پرورش اور تربیت میں کوئی خلل نہ آئے۔ ماں کے لئے ترجیح حاصل ہونے کا فلسفہ یہ ہے کہ ماں کے پاس کسی اور کی نسبت بچے کی

زیادہ بہتر طریقے سے پرورش اور تربیت ہو سکتی ہے ۔ماں کے بعد باپ بچے کی پرورش کا سزاوار ہے اور ماں کی عدم موجودگی میں فقہی نقطہ نظر سے بچے کے امور کا انتظام اسی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ (نجفی، ج۳۱، ص ۲۹۲) یہ سب بچے کی تربیت کا حق ادا کرنے کے لئے ہے اس لئے اس اہم کام سے غافل نہیں ہونا چاہیے تاکہ بچے کی جسمانی اور ذہنی پرورش میں کوئی خلل وارد نہ ہو۔

۳۔ بچوں کے مفادات کا تحفظ

دوسرے انسانوں کی طرح بچے کے بھی مفادات اور مصالح ہوتے ہیں جن کا تحفظ کرنا چاہیے اور اس کے حقوق کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہ اسلامی نے حضانت کے موضوع کو ذکر کیا ہے۔ جیساکہ پہلے بھی ذکر ہوا کہ حضانت سے مراد صرف بچے کو جسمانی خطرات سے بچانا نہیں، بلکہ بچے کے تمام مفادات اور مصالح کا تحفظ کرنا ہے۔ یعنی بچے کی پرورش اور تربیت کے علاوہ اگر وہ مال و دولت کا مالک ہو تو اسے اس کے لیے محفوظ رکھا جائے تاکہ دوسرے افراد اس کے مال پر قبضہ نہ کریں۔ ہر قسم کے حقوق یا اموال جو بچے سے مربوط ہو وہ بچے کے سرپرست اور کفیل کے اختیار میں ہونا چاہئیں تاکہ کسی قسم کو کوئی نقصان نہ ہو۔

۴۔ بچوں کی تعلیم

بچے کی تعلیم اس کی زندگی کے سب سے اہم امور میں سے ہے اور یہ بچپن میں خاص اہمیت کے حامل ہے۔ بچپن انسان کے سیکھنے اور تربیت کو قبول کرنے کا دور ہوتا ہے اور اس دور میں وہ ہر چیز آسانی سے سیکھ لیتا ہے کیونکہ بچے کی سیکھنے کی صلاحیت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو سیکھتا ہے وہ اس کے ذہن میں ہمیشہ کے لئے ماندگار بن جاتا ہے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: «الْعِلْمُ مِنَ الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ» (بحارالانوار ج۱، ص ۲۲۴؛منیۃ المرید: ص۲۲۶) بچپنے میں سیکھنا پتھر پر تراشنے کے مترادف ہے یعنی اس کی ماندگاری ہمیشہ کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بچوں کی تعلیم کو والدین پر بچے کا حق قرار دیا ہے۔ جیساکہ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا: «حَقُّ الوَلَدِ على والِدِهِ أن يُعَلِّمَهُ الكِتابَةَ» (ری شہری: ۱۳۸۴، ج ۱۳، ص ۵۰۴) والدین پر بچوں کے کئی حقوق ہیں جن میں سے ایک اسے لکھنا اور پڑھنا سکھانا ہے۔ اگر حضانت کو تربیتی نقطہ نگاہ سے دیکھ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضانت کا ایک مقصد بچے کی تعلیم و تربیت ہے، اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب بچے کو ایک قابل اعتماد فرد کے سپرد کیا جائے یعنی بچے کو کسی قابل اعتماد شخص کی نگرانی میں مناسب سہولیات کے ساتھ ایک مخصوص جگہ پر رکھنا چاہئے۔ بچے کے لیے سب سے پہلے اس کے والدین ہوتے ہیں جو اس کی تعلیم پر توجہ دیتے ہیں اور اس حق کو بخوبی پورا کرتے ہیں۔ والدین کی غیر موجودگی میں یہ حق باقی رہتا ہے اور جو بچے کی دیکھ بھال کرتے ہیں، انہیں اس کی تعلیم پر توجہ دینا چاہیے۔ لہٰذا تربیتی نقطہ نظر سے حضانت میں بچے کی تعلیم بھی شامل ہے۔ بچے کو جہالت سے نجات دلانے کے لیے مفید اور ضرورت پورا ہونے تک تعلیم دینا ضروری ہے۔

۵۔ بچوں کی تربیت

بچے کی تربیت اس کی تعلیم سے مختلف ہے یعنی اسے اسلامی آداب سیکھانا جیسے کھانا کھلانے کے آداب اور دوسروں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے آداب وغیرہ۔ تعلیم اور تربیت کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ تعلیم سے مراد علمی مطالب کو سیکھانا ہے جبکہ تربیت سے

مراد عملی رسوم ورواج کو سکھانا ہے۔ جب کسی بچے کو قرآن سکھالے تو اس پر تعلیم صدق آتی ہے لیکن اسے سلام کرنے، کھانا کھانے اور صفائی کرنے کا طریقہ سکھادے تو اس پر تربیت صدق آتا ہے۔ یہاں بچے کی تربیت سے مراد اسے عملی رسوم ورواج سکھانا ہے تاکہ وہ گھر اور معاشرے میں ایک مسلمان اور قانون کی پابندی کرنے والا شخص بن جائے۔ جب وہ کسی جگہ داخل ہو تو وہاں موجود افراد کے لئے سلام کرے اور جب کوئی دوسرا اسے سلام کرے تو فوراً جواب دے۔ علمائے اخلاق بچوں کی اخلاقی تربیت پر بہت زیادہ تاکید کرتے ہیں۔ ملامہدی نراقی رہ بچے کی تربیت کے بارے میں لکھتے ہیں: والدین اپنے بچوں کو یہ باتیں سکھادیں کہ وہ کسی کی طرف پشت نہ کرے، دوسروں کی موجودگی میں ایک پاوں کو دوسرے پاوں پر رکھ کر مت بیٹھے، اپنی انگلی ناک میں مت ڈالے، دوسروں کے سامنے نہ تھوکے، اسی طرح اسے اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے کا طریقہ سکھادیں۔ (نراقی: ۱۳۸۳، ج۱، ص۲۷۱)

بچپن میں بچے کی تربیت ایک اہم کام ہے جو اس کے سرپرستوں پر لازم ہے، اور یہ کام اس کی حضانت کے ساتھ ہی ممکن ہے کیونکہ سرپرست کے بغیر اس کی تربیت بھی ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ بغیر حضانت اور لاوارث بچوں کی مناسب تربیت نہیں ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ بچوں کی حضانت ان کی زندگی میں نظم وضبط پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد کئی سال تک اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور بچے کے والدین یا دیگر رشتہ داروں کو چاہیے کہ وہ اس سے محبت کریں اور اسے آرام اور تندرستی کے ذرائع فراہم کریں تاکہ وہ اپنے خاندان میں ہی بڑی گرمجوشی سے پروان چڑھے اور لوگوں کے ساتھ سماجی اور اجتماعی تعلقات قائم کرنے کے آداب سیکھ لیں۔

۶۔ حضانت سے محروم بچے

آج اسٹریٹ چلڈرن کا مسئلہ دنیا کے سب سے بڑے بحرانوں میں سے ایک ہے جو ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے اور اس نے دنیا کے تقریباً تمام ممالک کو متاثر کیا ہے۔ تمام ممالک میں کم وبیش اسٹریٹ چلڈرن موجود ہیں جو اپنے والدین اور رشتہ داروں سے دور حیران و پریشان زندگی گزار رہے ہیں۔ بعض ممالک خصوصاً مغربی ممالک میں یہ رجحان بڑھتا جارہا ہے اور ہر روز اس کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے۔ یہ طبیعی بات ہے کہ اگر اس قسم کے بچے اس طرح کے نامساعد حالات میں پروان چڑھیں اور بڑے ہو جائیں تو وہ مستقبل قریب میں بہت سی غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکتیں انجام دیں گے۔ مختلف قسم کے جرائم کا ارتکاب کرنا، بھیک مانگنا اور چوری کرنا ان غیر معمولی رویوں کا حصہ ہیں جو گلی کوچوں میں بڑے ہونے والے بچوں سے وافر مقدار میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسی حرکتوں کے بڑھنے کے نتیجے میں، جو درحقیقت بے سرپرست بچوں کی حضانت کے حق کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے ہیں، بہت سی معاشرتی خرابیاں پیدا ہوں اور اس کے نتیجے میں معاشرے کے نظم ونسق میں خلل پیدا ہو جائے اور عام لوگوں کی آسایش اور سکون ختم ہو جائے۔

حضانت کا حق ساقط کرنے والے عوامل

چونکہ حضانت ایک جہت سے حق ہے اس لئے صاحب حق اسے ساقط کر سکتا ہے۔ فقہی اور قانونی نقطہ نظر سے کچھ ایسے عوامل بھی

ہیں جن میں سے کسی ایک کے ظاہر ہونے سے یہ حق ساقط ہو جاتی ہے۔

۱۔ موت

والد یا والدہ کی موت کی صورت میں یہ حق ساقط ہو جاتا ہے اور والدین میں سے جو زندہ ہے اس کی طرف یہ حق منتقل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر باپ فوت ہو جائے تو اس کے وارث حضانت کا حق نہیں رکھتے ہیں بلکہ یہ حق ماں کو منتقل ہو جاتا ہے۔ نیز والدین کی وفات کے بعد حضانت کا حق دادا کو منتقل ہو جاتا ہے اور اگر دادا نہ ہو تو وراثت کے مراتب کے مطابق بچے کے دوسرے رشتہ داروں کو حضانت کا حق حاصل ہوگا۔ اگر رشتہ دار بہت زیادہ ہوں اور اس معاملے میں جھگڑا ہو جائے تو اسے قرعہ کے ذریعہ حل کیا جائے گا۔ (خمینی: ۱۳۶۶، ج۲، ص۲۸)

۲۔ دیوانگی

اگر صاحب حق میں سے کوئی ایک دیوانہ ہو جائے اور اسے دماغی عارضہ لاحق ہو تو اس کا حق سلب ہو جائے گا، کیونکہ دیوانے کے پاس بچے کی پرورش اور حفاظت کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ جیسا کہ صاحب جواہر رہ اس تناظر میں فرماتے ہیں: مجنون کو بچے کی حضانت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ (نجفی، ایضا، ص۲۱۷) پس اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دوسرا کوئی فرد جو صاحب حضانت ہے، وہ دیوانہ ہو جائے تو وہ بچے کی حضانت سے محروم ہو جائے گا کیونکہ حضانت کا مقصد بچے کی تربیت کرنا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد صاحب حق کی ذہنی اور جسمانی صحت کی صورت میں حاصل ہو جاتا ہے، نہ عقل کے زائل ہونے اور قوت فیصلہ سے محرومی کی صورت میں۔

۳۔ کفر

آیہ کریمہ (وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا)(نساء، ۱۴۱) کی روشنی میں کفر بھی حضانت کی راہ میں مانع ہے اسی لئے اگر والدین میں سے ایک کافر ہو تو وہ اپنے بچے کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ لہٰذا، اگر کوئی مسلمان مرد کسی عیسائی عورت سے شادی کرے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد میاں بیوی الگ ہو جائے، تو اس صورت میں حضانت کی ذمہ داری باپ کے اوپر واجب ہے اسی طرح اگر ماں مسلمان ہو اور باپ کافر ہو تو بچے کی کفالت کے لیے کافر باپ پر ماں کو ترجیح حاصل ہے۔ (عاملی ۱۴۱۳ : ج۸، ص ۴۲۲، مؤمن سبزواری: ۱۹۴؛ فاضل ہندی، ۱۴۰۵ : ج ۲، ص ۱۰۶)

۴۔ فسق وخیانت

بعض فقہاء جیسے صاحب جواہر رہ بچے کی حضانت میں عدالت کو شرط قرار دیتے ہیں۔ (حبیبی: ایضا، ص۳۴۱) کیونکہ بچے کی حضانت کے مستحق ہونے کے شرائط میں سے ایک بچے کی ضروریات کو رفع کرنا اور اس کی تربیت کے لئے زمینہ فراہم کرنا ہے جبکہ ایک فاسق اور خائن انسان ایسا نہیں چاہتا ہے۔ کیونکہ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ فاسق اور خائن اپنے مفادات کا خیال رکھتا ہے اور دوسروں پر کسی بھی قسم کا ظلم کرنے سے دریغ نہیں کرتا خواہ وہ یتیم بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لیے فاسق اور خائن شخص بچے کی حضانت اور

پرورش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔

۵۔ عورت کا دوبارہ شادی کرنا

حضانت کے موانع میں سے ایک عورت کا دوبارہ شادی کرنا ہے۔ مشہور فقہاء کے مطابق بچے کی حضانت کے لیے ماں کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ دوران حضانت کسی اور سے شادی نہ کرے۔ لہٰذا اگر عورت بچے کی حضانت قبول کرنے کے بعد دوبارہ شادی کرے تو اس کی حضانت کی حق ختم ہو جائے گی۔

اس نظریہ پر سب سے اہم ترین دلیل یہ آیہ کریمہ ہے۔(لَا تُضَـارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ)(بقرۃ،۲۳۳) بچے کی وجہ سے نہ ماں کو تکلیف میں ڈالا جائے اور نہ باپ کو اس بچے کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچایا جائے۔اس آیہ کریمہ کے مطابق بچے کی طرف سے ماں یا باپ کو کسی مشکل اور مصیبت میں گرفتار کرنا حرام ہے۔یعنی بچے کے بہانے والدین پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔ درحقیقت والدین میں سے ہر ایک کو اس کے حق سے محروم کرنا ایک طرح کی اذیت اور آزار ہے اور آیت کے مطابق یہ چیز حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت کی روشنی میں بچے کی حضانت کو دلیل قرار دیتے ہوئے والدین میں سے کسی ایک پر دباؤ ڈالنا جائز نہیں ہے۔

تربیتی تجزیہ و تحلیل

حضانت کے ساقط ہونے والے عوامل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی مصلحت اور تربیت ہی اس کا محور ہے۔ حضانت کو ساقط کرنے والے عوامل کے پیدا ہوتی ہے جیسے سرپرست کی موت وغیرہ، بچے کو سرپرست کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیے ورنہ اس کے فقہی اور تربیتی حقوق ضائع ہو جائے گا۔ جیسا کہ یہ حق حضانت سرپرست کے خلاف شرع کام انجام دینے کی صورت میں یعنی فاسق ہونے کی وجہ سے اسی طرح عورت کی دوبارہ شادی کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ فاسق اور خائن شخص بچے کی حضانت کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ ایسا سرپرست صرف اپنے مفادات کا سوچتا ہے اور بچے کی اموال کو نقصان پہنچاتا ہے اور سب اموال اپنے اوپر خرچ کرتا ہے۔ چونکہ وہ بچے کی جسمانی، فکری اور ذہنی تربیت پر توجہ نہیں دیتا ہے اس لئے شریعت اور فقہی نقطہ نظر سے وہ اس اہم کام کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا ہے۔ (نجفی: ج۳۱، ص۲۹۱)

ماں کا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی بچے کی حضانت کے حق سے محرومی کا سبب بنتا ہے اور اس کی وجہ بچے کی تربیت کرنے کی اہلیت کا فقدان ہے۔ موسوعہ احکام اطفال میں یہ بات ذکر ہوا ہے کہ اگر ماں کسی دوسرے شخص سے شادی کرلے تو اس کی حضانت کا حق ختم ہو جاتا ہے کیونکہ حق حضانت اور نئے شوہر کے حق کے درمیان تصادم پیش آتا ہے۔ کیونکہ بچے کی حضانت کے لئے ماں کو شب و روز اس کی دیکھ بھال، اس کی جسمانی اور تربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ٹائم دینا پڑتا ہے جو نئے شوہر کے حق سے متصادم ہے کیونکہ شادی کے بعد اب وہ نئے شوہر کے اختیار میں ہے۔ (موسوعہ، ج۱، ص۳۵۱) جس کے نتیجے میں ماں ایک ہی وقت میں بچے کا حق اور نئے شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی ہے۔ اس صورت حال میں بچے کو ماں سے لا کر باپ کے سپرد کیا جاتا ہے تا کہ وہ بچے کی کماحقہ تربیت کرے۔

مجموعی طور پر حضانت کے ساقط ہونے والے عوامل اور بچے کا کسی اور فرد کی سرپرستی میں چلے جانا یہ سب بچے کی مصلحتوں کی خاطر ہے لہٰذا بچے کے منافع اور مصالح کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ سب بچے کی تربیت اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ہے تاکہ اس کی جسمانی، ذہنی اور معنوی تربیت کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

حضانت کی مدت

قانونی اور فقہی نقطہ نظر سے، بچے کی حضانت کی مدت اس وقت تک ہے جب تک اسے تحفظ کی ضرورت ہو اور اس مدت کو اسلامی نصوص میں بچہ کے بلوغ کے زمانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ امام خمینی رہ فرماتے ہیں: حضانت کی مدت بچے کی رشد اور بلوغ تک محدود ہے۔ جب وہ بالغ ہو جائے اور کامل رشد کرے تو کسی کو بھی، یہاں تک کہ والدین کو بھی حضانت کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ اس دور میں ہر ایک صاحب اختیار بن جاتا ہے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ (خمینی: ۱۳۶۶، ج ۲، ص ۲۷۹) شہید اول اس بارے میں لکھتے ہیں: جب بچہ بلوغت کو پہنچ جاتا ہے تو کسی کو بھی حضانت کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس حکم میں لڑکے اور لڑکی میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ بالغ ہونے کے بعد یہ دونوں صاحب اختیار ہیں۔ جس کے ساتھ چاہے زندگی گزار سکتے ہیں۔ (عاملی، ج ۵، ص ۴۶۳)

تربیتی تجزیہ و تحلیل

بچے کی بلوغت کے وقت تک حضانت کے محدود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد پختگی، خود مختاری اور خود کفائی کے مرحلے تک پہنچ جاتا ہے اور پھر اسے سرپرست کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ وہ حکمت اور تدبیر کے ساتھ اپنے مصالح اور منافع کے بارے میں سوچ سکتا ہے اور ان کی حفاظت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ بلوغت سے پہلے بچے میں ایسے کام کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے بلکہ اس کے معاملات کی ذمہ داری ایک نیک اور پرہیزگار شخص کو سنبھالنی چاہیے۔ فقہی اور قانونی اعتبار سے یہ حکم ہے کہ کسی کو کسی عاقل اور بالغ شخص پر غلبہ حاصل نہیں ہے، لیکن تربیتی نقطہ نظر سے بچے کو نوجوانی اور جوانی کے زمانے میں بھی والدین کی رہنمائی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

حضانت کے لئے اجرت لینا

حضانت کے مقابلہ میں کیا فقہی اعتبار سے اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟اس مسئلے پر کوئی اتفاق رائے نہیں بلکہ یہ موضوع بحث ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ اجرت لینا جائز ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بچے کی حضانت پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ کتاب موسوعہ احکام اطفال میں دو اقوال مذکور ہیں۔ پہلا قول شہید اول رہ سے منسوب ہے کہ آپ بچوں کی حضانت پر اجرت لینے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ (مسالک الافہام، ج ۸، ص ۴۲۱)۔ دوسرا قول صاحب جواہر رہ سے منسوب ہے کہ آپ بچوں کی حضانت پر اجرت وصول کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ (نجفی، ج ۳۱، ص ۲۸۳)

تربیتی تجزیہ و تحلیل

بچے کی حضانت پر اجرت لینے کے جائز اور ناجائز ہونے کی بحث کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضانت حکم ہے یا حق ۔ اگر حضانت ایک فقہی حکم ہو تو یہ نہ قابل اسقاط ہے اور نہ ہی اس عمل پر اجرت لے سکتا ہے۔ کیونکہ بچے کی حفاظت اور اس کی پرورش، والدین یا دوسرے افراد پر واجب ہے، اور ان پر اس حکم کی تعمیل کرنا دوسرے الٰہی فرائض کی طرح واجب اور ضروری ہے۔ (موسوعہ، ج۱، ص۳۱۵) اگر حضانت حق ہو تو اس صورت میں قابل اسقاط بھی ہے اور صاحب حق اس کے مقابلہ میں اجرت بھی لے سکتا ہے۔ (ایضا، ص۳۱۶)

تربیتی نقطہ نظر سے بچے کی حضانت والدین پر فرض ہے اور حضانت کا مقصد بچے کی اس کے وجود کے تمام پہلوؤں یعنی جسمانی، ذہنی، اور معنوی لحاظ سے صحیح پرورش ہے۔ اس لیے اگر بچے کی حضانت کے مقابلہ میں اجرت قرار دے تو یقینی طور پر اس کی تربیت میں دشواری پیش آنے کا قوی امکان ہے۔ کیونکہ جب پیسے اور سہولتیں موجود نہ ہوں تو بچے کے سرپرستی اور اس کے معاملات سنبھالنے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔ اس صورت حال میں بچہ بغیر سرپرست زندگی گزارنے پر مجبور ہوگا اور اسی طرح اس کے انسانی حقوق ضائع ہو جائے گا اور وہ خاندانی تربیت سے بھی محروم ہوگا۔ لہٰذا تربیتی نقطہ نظر سے بچوں کی حضانت کے لئے معاوضہ لینا نقصان دہ ہوگا اس لئے بچوں کی حضانت میں اجرت محور نہیں ہونا چاہیے۔ حضانت کو حکم الٰہی قرار دینے کی صورت میں نیز دلیل عقلی اور اسلامی معاشرے کے رواج اور اصول کے مطابق بچے کی دیکھ بھال اور پرورش کرنا والدین یا اس کے قریبی رشتہ داروں کی ذمہ داری ہیں۔ اگر اسلامی حکومت جڑواں بچوں یا ایک سے زیادہ بچوں کے والدین کے لیے کوئی مدد کرتا ہے تو اس کا مقصد افزایش نسل کی حوصلہ افزائی کرنا یا والدین کی مالی مشکلات حل کرنا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ حکومت بچوں کی دیکھ بھال کے مقابلے میں والدین کو اجرت دے۔

نتیجہ

حضانت سے مراد کسی شئی کی حفاظت اور نگہداری کرنا ہے۔ حاضن اور حاضنہ اس مرد اور عورت کو کہا جاتا ہے جو بچے کی دیکھ بھال اوراس کی پرورش کرتا ہے۔ اصطلاح میں حضانت سے مراد بچے کی پرورش کرنا اور اس کے جسمانی امور کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ جیسے دودھ پلانا، مناسب جگہ پر رکھنا، محفوظ جگہ پر سلانا، نہانا، صفائی کرنا، کنگھی کرنا، بیماری کی صورت میں علاج کرنا، ویکسین لگانا، اسے نقصان دہ چیزوں سے منع کرنا وغیرہ۔

بچوں کی حضانت کے بارے میں یہ بات واضح ہو گئی کہ بچوں کی تربیت میں حضانت کا موضوع ایک اہم اور موثر مسئلہ ہے۔ قانونی اور شرعی طور پر والدین اپنے بچوں کی حضانت اوران کی پرورش کرنے کے پابند ہیں۔ اگر والدین اپنے بچوں کی دیکھ بھال اوران کی پرورش میں کوتاہی سے کام لیں تو قاضی اور حاکم شرع انہیں اپنے بچوں کی دیکھ بھال اوران کی حفاظت کرنے پر مجبور کریں گے۔ یہ بات بھی واضح ہوا کہ حضانت کی مدت بچوں کے بالغ ہونے تک ہے۔ جب بچے جسمانی اور عقلی طور پر رشد کر لیں تو کسی کو ان پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے اور ہر بچہ خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔

یہ بات بھی معلوم ہوا کہ حضانت کا حق بنیادی طور پر والدین کا ہے اور وہ بچے کی ضروریات کو برقرار رکھنے اور ان کو پورا کرنے کے پابند ہیں۔ والدین کے بعد بچے کے دادا اور دیگر رشتہ دار اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ حضانت کو اگر ہم حکم قرار دیں تو اس صورت میں نہ یہ حق قابل اسقاط ہے اور نہ اس کے مقابلہ میں اجرت لے سکتے ہیں۔ لیکن اگر حضانت کو حق قرار دیں تو نہ فقط قابل اسقاط ہے بلکہ وہ اس کے مقابلہ میں اجرت بھی لے سکتے ہیں۔ دونوں صورت حال میں حضانت کا محور بچے کی مصالح کو حاصل کرنا اور اس کی تربیت کرنا ہے۔ کچھ عوامل ایسے ہیں جن کی وجہ حضانت کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور یہ حق دوسرے فرد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جیسے موت، دیوانگی، فسق اور طلاق وغیرہ۔

کتابنامہ

۱. **قرآن کریم**

۲. **نہج البلاغہ**

۳. ابن بابویہ قمی، محمد، **علل الشرایع**، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ۱۴۰۸ق/۱۹۸۸م.

٤. احسائی، محمد بن علی ابن ابی جمہور ۱۴۰۴ق. **عوالی اللئالی**، تحقیق مجتبی.

٥. آذرتوش آذرنوش، **فرہنگ معاصر عربی-فارسی**، نشرنی، ۱۳۷۹.

٦. انصاری، قدرۃ اللہ و دیگران، **موسوعۃ احکام الاطفال وادلتھا**، قم مرکز فقہ الائمۃ اطہار (ع)، ۱۴۲۵ق.

۷. بناری، علی ہمت، **درآمدی بر تحلیل تربیتی احکام فقہی عرصہ ای نو در تعلیم و تربیت اسلامی**، شمارہ ۷، ۱۳۹۶.

۸. جوادی آملی، عبداللہ، **ولایت فقیہ**، قم، مرکز نشر اسرا، ۱۳۹۵.

۹. حبیبی، جواد، **دعاوی خانوادگی و حقوق خانوادہ**، نشر خرم، ۱۳۸۰.

۱۰. حرالعاملی، محمد بن الحسن، **وسائل الشیعہ**، قم، مؤسسہ آل البیت (ع)، ۱۴۱۴ق.

۱۱. حلی، ابو جعفر محمد، **کتاب السرائر**، قم، مؤسسۃ النشر الاسلامی، بی تا.

۱۲. خمینی، روح اللہ، **استفتاآت**، قم، دفتر انتشارات اسلامی، ۱۳۸۱.

۱۳. خمینی، روح اللہ، **تحریر الوسیلہ**، قم، اسماعیلیان، ۱۴۰۸ق.

۱۴. سبحانی، جعفر، **نظام النکاح فی الشریعۃ الاسلامیۃ الغراء**، قم، مؤسسۃ الامام الصادق (ع)، ۱۴۱۶ق.

۱۵. شہید ثانی، زین الدین، **منیۃ المرید**، تحقیق رضا مختاری، قم، مکتب الإعلام الإسلامی، ۱۴۰۹ق.

۱۶. العاملی، زین الدین بن علی، **مسالک الافہام**، قم، مؤسسۃ المعارف الاسلامیۃ، ۱۴۱۶ق.

۱۷. عاملی، سید محمد ۱۴۱۳ق. **نہایہ المرام**، قم، اسلامی.

۱۸. العاملی، محمد بن جمال الدین، **الروضۃ البہیہ فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ**، بیروت، داراحیاء التراث العربی.

۱۹. عبدالرسول الغفار، عبدالحسین، **المراہ المعاصرہ**، مصر، المطبعہ المصر، بی تا.

۲۰. عمید الدین، عبدالمطلب، **کنزالفوائد فی حل مشکلات القواعد**، قم، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۴۱۶ق.

۲۱. الفاضل النکرانی، محمد، **تفصیل الشریعہ، النکاح**، قم، مرکز فقہ الائمہ اطہار (ع)، ۱۴۲۸ق.

۲۲. فاضل ہندی، محمد بن حسن ۱۴۰۵ق. **کشف اللثام**، قم، سید مرعشی۔

۲۳. کاتوزیان، ناصر، **حقوق مدنی خانوادہ**، تہران، شرکت انتشار، ۱۳۷۲.

۲۴. گروہ پژوہشگران مسائل زنان، **آنچہ دربارہ حقوق ازدواج باید بدانیم**، موئسسہ روشنگران ومطالعات زنان، ۱۳۷۶.

۲۵. لنگرودی، محمد جعفر، **مبسوط در ترمینولوژی حقوق**، تہران، گنج دانش، چاپ دوم، ۱۳۸۱.

۲۶. مجلسی، محمد باقر، **بحار الانوار**، بیروت، داراحیاء التراث، الطبعہ الثالثہ، ۱۴۰۳ق.

۲۷. محمدی ری شہری، محمد، **میزان الحکمہ**، قم، دارالحدیث، ۱۳۸۴.

۲۸. مدنی کرمانی، **عارفہ دعاوی خانوادگی**، تہران، مجمع علمی وفرہنگی مجد، بی تا.

۲۹. مصباح یزدی، **نظریہ حقوقی اسلام**، قم، مؤسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی، ۱۳۸۶.

۳۰. مطہری، مرتضی، **آشنایی باعلوم اسلامی**، فقہ، قم، صدرا، بی تا.

۳۱. ملامہدی، نراقی، **جامع السعادات**، نجف، مطبعۃ الزہراء، طبع سوم، ۱۳۸۳ق.

۳۲. نجفی، محمد حسن، **جواہر الکلام**، تہران، مکتبۃ الاسلامیۃ، بی تا.

۳۳. وزیری، مجید، **حقوق متقابل کودک وولی دراسلام**، تہران، سازمان تبلیغات اسلامی، ۱۳۷